سلسلہ اشاعت نمبر (۲۵)

حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از

سید محمد ثانی حسنی

ناشر

ادارہ تعلیمات اسلام

نمبر (۱۸/۳۰) امین آباد پارک لکھنؤ

قیمت ۲/ سنہ ۱۹۴۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ اُن مصلحینؒ اکابر میں سے ہیں جن کے حالات سے کم سے کم ہندوستان کے مسلمانوں کو ضرور روشناس ہونا چاہیے۔ لیکن اُردو میں آپ کے حالات و تعلیمات پر کوئی ایسی مختصر کتاب نہیں جس سے آپ کی زندگی اور کمالات سے اجمالی واقفیت ہو، یا تو فارسی اور اُردو کی ضخیم اور عالمانہ کتابیں ہیں یا مضامین و مقالات۔

مولوی سید محمد ثانی حسنی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے آپ کی سیرت اور تعلیمات کا ایسا خلاصہ آسان زبان میں کر دیا کہ عام مسلمان اور کم پڑھے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ان کا اس خاندان سے تعلق ہے جو تقریباً سو برس تک مجدد صاحبؒ کے طریقہ سے وابستہ رہا اور اس میں اس طریقہ کے بڑے بڑے مشائخؒ اور عارفین و مصلحین پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت شاہ علم اللہؒ کی اولاد میں ہیں جو مجدد صاحب کے خلیفہ اعظم حضرت سید آدم بنوریؒ کے خلیفہ اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے جد امجد ہیں، اس طرح ان کو اس موضوع سے روحانی تعلق ہے اور انہوں نے اپنے سلیقہ اور حسن انتخاب سے اپنی اس مناسبت کا ثبوت دیا ہے۔ امید ہے کہ اس کا مطالعہ عام طور پر مفید اور مبارک ہوگا۔

ابوالحسن علی ندوی

۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جب دنیا کے بسنے والے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگتے ہیں، شرک و کفر عام ہونے لگتا ہے، لوگ دین کی شکل بگاڑ دیتے ہیں اللہ سے غفلت اور آخرت سے بے پروائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر اپنے کسی مقبول بندے کو اصلاح کے لیے بھیجتا ہے، خدا نے اس کام کے لیے لاکھوں نبیوں کو مخلوق کی ہدایت کے واسطے بھیجا، سب کے آخر میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آ سکتا، اس وجہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے

بعد اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ اسی اُمّت میں سے کسی مقبول بندے کو مجدّد بنا کر مقرر فرماتا ہے جو بگڑے ہوئے لوگوں کو صحیح راستہ بتائے اور ان خرابیوں کو جن کو لوگ اللہ کے بتائے ہوئے دین میں پیدا کر دیتے ہیں درست کرے۔

جب بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور لوگ اصلی دین کو بھولنے لگے تو اللہ نے اپنے کسی مقبول بندے کو کھڑا کر دیا اور اُس نے بھٹکے ہوؤں کو رستہ بتایا۔

دسویں صدی میں ہندستان کی حالت

دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کی حالت مذہبی حیثیت سے بہت گری ہوئی

تھی حالانکہ ہندوستان میں اس وقت مسلمان
حکومت تھی، لیکن اسی حکومت کے ہاتھوں
سے اسلام کی گت بن رہی تھی، اسلام کی
ایک ایک چیز کی بے حرمتی کی جا رہی تھی۔
اسلام کے ساتھ تمسخر کیا جاتا، مسجدوں کی
بے حرمتی کوئی بات نہ تھی، شرک و بدعت
کی علی الاعلان تعلیم دی جاتی، بادشاہوں
کے آگے سجدہ کرنا ضروری تھا۔ یہ زمانہ
اکبر کا تھا۔ اکبر ۹۶۳ھ میں تخت پر بیٹھا
اور ۱۰۱۴ھ تک برابر پچاس برس اس نے
حکومت کی، شروع شروع وہ اسلام کی
طرف مائل تھا لیکن بعد میں بے دینوں اور
لامذہب انسانوں کی صحبت نے اس کو
اسلام سے پھیر دیا، اس کو اسلام سے ایک
ضد اور اچھی خاصی دشمنی پیدا ہو گئی۔

اسلام کے بجائے اکبر نے ایک نیا دین
"دین الٰہی" کے نام سے نکالا، اس دین کے
اندر تمام مذاہب کی خود ساختہ باتیں شامل
تھیں، اکبر کی تہذیب و معاشرت بالکل
ہندوانہ تھی، ہندو عورتیں اس کے محل کی
زینت تھیں، وہ خود ہندوؤں کے طریقوں
اور مذہبی رسوم کا پابند تھا، اُنھیں کی طرح
عبادت کرتا، پیشانی پر قشقہ کھینچتا اور گلے میں
زُنّار (جنیو) پہنتا، روزانہ صبح کو آفتاب کے
ایک ہزار ایک نام کا وظیفہ پڑھتا، اس کی
حکومت اور اس کے دربار میں اسلام کے
عقائد و مسائل کا کھُلے طور پر مذاق اُڑایا
جاتا اور دینِ اسلام کو عرب کے مفلس بدّؤں
کا بنایا ہوا دین بتایا جاتا، آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا بھی اس کو ناگوار

[illegible]

تھا۔ زمانہ بادشاہ کے رنگ پر چلتا ہے،
اُس زمانہ کے مصنفین کتاب کے شروع میں
نعت لکھنے سے بچتے تھے، دینی شعائر کی
ہجو میں اشعار بنائے گئے تھے، اور وہ
گلی کوچوں میں گائے جاتے، سود اور جوا
حلال کر دیا گیا تھا، ایک جوا گھر خاص دربار
میں بنایا گیا تھا اور جواریوں کو شاہی خزانہ
سے سودی قرض دیا جاتا۔ دربار کے پاس
ایک شراب کی دکان بھی تھی جس کے
نرخ خود ہی مقرر کیے تھے۔ داڑھی منڈانے
کی خاص تاکید تھی، دفن کے بجائے پانی
میں ڈبو دینے، جلا دینے کی ترغیب تھی۔
سُور اور کُتے کے ناپاک ہونے کا مسئلہ
منسوخ قرار دیا گیا اور اس کے برخلاف
گائے ذبح کرنا اور اس کا گوشت کھانا شدید

جرم تھا۔

ہندوستان میں دین و علم کے نام سے غیر مسلموں کے عقائد و مسائل داخل ہو گئے تھے "ہمہ اوست" کا عقیدہ عام تھا اور اس کا اظہار فیشن بن گیا تھا۔ نبوت اور شریعت کی اہمیت بہت کم ہو گئی تھی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامے بغیر خدا تک پہونچنے کی لوگ کوشش کرنے لگے تھے، دین بدعات کی وجہ سے ایک کھلونا بن کر رہ گیا تھا، درویشی کے لیے شریعت کی پابندی ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی، زبانوں پر صاف تھا کہ شریعت اور طریقت الگ الگ چیزیں ہیں، شریعت پوست (چھلکا) ہے اور طریقت مغز، کتابوں میں لکھا جاتا تھا کہ ولایت نبوت سے

افضل ہے۔ علم میں یونانی فلسفہ کا اثر، عمل میں
بدعات کا زور، عقائد میں رفض اور تصوف
میں ہندوانہ جوگ شامل ہو گیا تھا۔

اس تاریک دور میں اللہ نے اس امت
کی اصلاح کے لیے اپنے ایک مقبول بندے
کا انتخاب فرمایا جو مجدد بن کر شیخ احمد فاروقی
کے نام سے دنیا کے سامنے آیا۔

ولادت

مجدد صاحب ۹۷۱ھ میں سرہند میں
جو پنجاب میں ایک قصبہ ہے پیدا ہوئے
آپ کا نام شیخ احمد تھا، آپ حضرت
فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کی اولاد سے تھے، آپ کے والد کا نام
خواجہ عبدالاحد تھا، خواجہ صاحب بڑے

عالم فاضل تھے، ہمیشہ درس و تدریس کا کام
کرتے۔ آپ کا آبائی وطن مدینہ طیبہ تھا
لیکن آپ کے بزرگوں میں سے کوئی بزرگ
ہندوستان تشریف لائے۔

والد کا خواب

آپ کی ولادت سے پہلے ایک رات
آپ کے والد نے خواب دیکھا کہ تمام دنیا
میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے، سور اور بندر
لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں، یکایک میرے
سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں ایک
تخت ظاہر ہوا اس تخت پر ایک شخص تکیہ
لگائے بیٹھا ہے اس کے سامنے تمام
ظالموں اور بدعتیوں کو ذبح کیا جا رہا ہے
اور کوئی شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ (حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل مٹنے والا ہے) صبح کو اس خواب کی تعبیر پوچھی تو حضرت کمال کیتھلیؒ نے فرمایا کہ تمہارے ایک لڑکا ہوگا اس سے الحاد و بدعت دور ہوگا۔

تعلیم

مجدد صاحب نے اکثر کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور کچھ سرہند کے دوسرے علماء سے، آپ کا حافظہ بہت قوی اور ذہن بہت تیز تھا چھوٹے ہی زمانہ میں قرآن شریف حفظ کر لیا، سترہ برس کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہوگئے اور فراغت کر کے درس و تدریس میں

مشغول ہوئے، تھوڑے زمانے تک درس دیا اس کے بعد آگرہ تشریف لے گئے اور ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی ان دونوں نے آپ کی علمیت اور قابلیت کا اعتراف کیا۔

بیعت

شروع میں آپ اپنے والد سے سلسلہ چشتیہ میں مرید ہوئے اور اُن سے باطنی تعلیم حاصل کی اور خلافت حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل ہوئی جو ہندوستان میں قادری سلسلے کے بڑے شیخ تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے باطنی تعلیم حاصل کی اور برابر ترقی فرماتے رہے۔

خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں

والد صاحب کے انتقال کے بعد حج کا ارادہ کر کے دہلی تشریف لے گئے، وہاں خواجہ باقی باللہؒ کے کمالات کی شہرت سن کر حاضر خدمت ہوئے، خواجہ صاحب بدخشاں کے رہنے والے اور حضرت خواجہ امکنگیؒ کے خلیفہ تھے اور ہندوستان میں سلسلہ نقشبندیہ کے بانی تھے۔ خواجہ صاحب بڑی شفقت سے پیش آئے اور رہنے کی فرمائش کی، مجدد صاحب خواجہ صاحب کی فرمائش سے رک گئے اور خواجہ صاحب سے بیعت ہو گئے خواجہ صاحب کی صحبت نے بڑی تیزی کے ساتھ اثر کیا۔ خواجہ صاحب نے اپنے ایک مخلص کو مجدد صاحب کی آمد پر لکھا ہے کہ

شیخ احمد نامی ایک عالم باعمل سرہند سے
آئے ہیں، چند دن اس فقیر کے ساتھ اُٹھے
بیٹھے عجیب و غریب حالات ان کے دیکھنے
میں آئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک
چراغ ہوں گے جس سے سارا عالم روشن
ہو جائے گا۔

خلافت

بالآخر تعلیم و تربیت کے بعد اجازت
چاہی، خواجہ صاحب نے خلافت عطا فرماکر
اجازت دے دی۔ آپ سرہند تشریف لائے
اور مخلوق کو فائدہ پہونچانا شروع کر دیا۔
تھوڑے ہی دنوں میں کافی لوگوں نے
استفادہ کیا اور آپ کے فیض تربیت سے
ایک گروہ کامیاب ہوا۔

شیخ کی خدمت میں

آپ سرہند سے دو تین بار اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے، خواجہ صاحب نے اپنے یہاں کے طالبان حق کو مجدد صاحب کے سپرد کر دیا اور کہا کہ یہ بیج ہم بخارا اور سمرقند سے لائے تھے اور ہندوستان میں لاکر لگا دیا۔ مجدد صاحب شیخ کی خدمت میں تین بار حاضر ہو کر لاہور تشریف لے گئے۔

خواجہ باقی باللہ کا وصال

لاہور تشریف لے جانے کے بعد دریا کے راوی کے کنارے لوگوں کو فیض پہونچانے لگے، اسی اثناء میں خبر پہونچی کہ شیخ کا وصال ہو گیا، اس خبر کو سن کر آپ دہلی تشریف

لائے اور گھر والوں کو دلاسا دیا کچھ عرصہ کے
بعد سرہند تشریف لے آئے۔

کمالات اور بزرگوں کے اقوال

آپ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ
فرماتے تھے کہ شیخ احمد ایک ایسے آفتاب
ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی
روشنی میں گم ہو جاویں۔ آسمان کے نیچے
اس وقت ان کی نظیر نہیں ہے، اور ان کے
جیسے اس امت میں چند ہی آدمی گذرے ہیں۔
ایک بار خواجہ صاحب نے مجدد صاحب سے
فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم نے سرہند میں دیکھا کہ
ہم نے یہاں ایک بڑا چراغ روشن کیا اس کی
روشنی آناً فاناً بڑھنے لگی، پھر ہمارے جلائے
ہوئے چراغ سے بیسیوں چراغ جل گئے

اس سے تم مُراد ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حضرت مجدد صاحب کی تعریف میں فرمایا لا یحبه الا مومن تقی ولا یبغضه الا منافق شقی (آپ سے محبت ہوگی جو مومن متقی ہوگا اور آپ سے بغض رکھنے والا منافق شقی ہی ہوگا)

مجدد صاحب سے خواجہ صاحب نے بیان کیا کہ جب میں ہندوستان آنے لگا تو معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا اور میں اپنا لعاب دہن اُس کے منہ میں ڈال رہا ہوں اور وہ اپنی چونچ سے میرے منہ میں شکر دے رہا ہے میں نے اپنے پیر خواجہ امکنگی سے یہ واقعہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے ہندوستان میں تمہاری تربیت سے

کوئی ایسا شخص ظاہر ہوگا جو دنیا کو روشن کرے گا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔ خواجہ صاحب نے اس کا مصداق امام ربانی کو فرمایا۔

کسی کے نام کے ساتھ مجدد کے لقب کی ایسی شہرت و مقبولیت نہیں ہوئی جیسی آپ کے نام کے ساتھ آپ کو اہل نظر نے الف ثانی (ہزار دوم) کا مجدد تسلیم کیا۔

اتباع سنت

شریعت کی پابندی کا بے حد اہتمام رہتا تھا اور نہایت عزم و قوت سے سنت کی پابندی فرماتے تھے، ارشاد فرماتے تھے کہ کوئی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے بڑھ کر نہیں، فرماتے کہ ہم کیا ہمارا

عمل کیا، جو کچھ ملا محض فضل و کرم سے ملا اور جو کچھ تھوڑا بہت مجھے ملا ہے سنت کی اتباع سے ملا ہے اور جو نہیں ملا ہے وہ سنت میں کوتاہی کرنے سے نہیں ملا ہے۔

فرمایا کہ ایک بار بیت الخلا جاتے وقت دایاں پیر پہلے رکھ دیا تھا اُس روز بہت سے فیوض کا دروازہ بند ہو گیا۔

ایک مرتبہ کسی خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ لونگیں رکھی ہیں کچھ دانے لے آؤ وہ صاحب چھ دانے لے کر آئے اتنی سی بات میں ترک سنت گوارہ نہ ہوئی اور فرمایا کہ عدد طاق سنت ہے ان اللہ وتر یحب الوتر۔

فرمایا کہ مجھے مستحب کا اتنا خیال ہے کہ مُنہ دھوتے وقت اس کا خیال رکھتا ہوں کہ پہلے داہنے رخسار پہ پانی پڑے۔

ایک مرتبہ ایک حافظ فرش پہ بیٹھے ہوئے
آپ کو قرآن سنا رہے تھے، جس جگہ آپ
بیٹھے تھے وہاں ایک بستر زائد تھا، آپ
نے فوراً وہ بستر اٹھوا دیا تاکہ حافظ کی
جگہ سے آپ کی جگہ بہتر نہ ہو جائے۔

ذاکرین اور خدام سے فرمایا کرتے کہ
ذکر وغیرہ میں لگے رہو، یہ دنیا کام کرنے
کی جگہ ہے اور آخرت کی کھیتی، رعایت
آداب اور ظاہری اعمال کے ساتھ ملا کر
کام میں لگے رہو۔

آپ کی صحبت میں اکثر سکوت رہتا،
کبھی غیبت یا عیب کا مجلس میں ذکر نہ ہوتا
تمام نمازیں اول وقت ادا کرتے، عشا کی
نماز کے بعد جلد آرام فرماتے، اور اس وقت
کلام کرنا پسند نہ کرتے، تہجد کے لیے اٹھتے

آدھی رات اور کبھی تہائی رات میں بیدار ہوتے
تراویح سفر و حضر میں جماعت ہی سے ادا
کرتے، سماع اور رقص کی محفل اور بدعات
کی مجالس سے سخت پرہیز تھا۔ الحمد اور
استغفار کا ورد بکثرت کرتے، اپنا قصور
ہر وقت پیش نظر رہتا۔

فرماتے کہ خود پسندی نیک عمل کو اس
طرح فنا کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں
کو، اگر کبھی ترک اولیٰ ہو جاتا تو استغفار
فرماتے، بدعت سے سخت نفرت تھی آپ
کی تحقیق اور عقیدہ تھا کہ بدعت کی قسموں
میں سے بدعت حسنہ کوئی قسم نہیں، حدیث
شریف میں صاف آچکا ہے کہ ہر بدعت گمراہی
ہے اسی لیے کسی بدعت میں کوئی حسن اور
نورانیت نہیں ہے آپ نے خطوط میں بہت

سختی سے بدعت کی مذمت کی ہے۔

اکبر کے خلاف حق کی آواز

یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اکبر اسلام کا مخالف تھا، اس کو اسلام سے پرخاش تھی اس کی حکومت میں صرف اسلام ہی سے ضد تھی اور سب سے صلح، اس کو لوگ کھلم کھلا سجدہ کرتے تھے، ہندوؤں کی تمام رسموں کا وہ پابند تھا۔

مجدد صاحب برابر شرک و بدعت کے مٹانے میں لگے تھے وہ اکبر کی اس حالت کو اور اس کی وجہ سے عام خرابی اور گمراہی کو بالکل برداشت نہ کر سکے، اسلام کی اس بے بسی اور بے کسی سے آپ کے دل پر ایک چوٹ لگی، آپ نے یہ خیال نہ کیا کہ اکبر

ہندوستان کا بادشاہ ہے اس کے پاس
طاقت اور قوت ہے میں کمزور ہوں ، بلکہ
بلا خوف و خطر خدا پر بھروسہ کر کے سرہند سے
اکبر آباد (آگرہ) پہونچے اور اکبر کے مقربین
کو بُلوا کر فرمایا :۔

" بادشاہ اللہ اور اُس کے رسول کا
باغی ہو گیا ہے ، جاؤ میری طرف سے
اُس سے کہدو کہ اس کی بادشاہی اس کی
طاقت اس کی فوج سب کچھ ایک دن
مٹ جانے والی ہے وہ توبہ کر کے
خدا و رسول کا تابعدار بنے ورنہ اللہ کے
غضب کا انتظار کرے "

ان لوگوں نے جا کر بادشاہ سے کہا ، لیکن
اکبر نے کوئی پرواہ نہ کی ۔

آپ کی کرامت

اکبر نے ایک دن مقرر کیا کہ اس دن دربار
اکبری سجایا، دوسری جانب بارگاہ محمدی
بنایا اور اس کے لیے تیار ہوا کہ حق و باطل
کا فیصلہ ہو، دربار اکبری میں اکبر اور اس کے
ساتھی تھے اور بارگاہ محمدی میں حضرت
مجدد صاحب اور آپ کے ساتھ چند غریب
اور امیر تھے، تھوڑی دیر میں ایک سخت
طوفان آیا جس کی وجہ سے اکبر کا دربار برباد
ہو گیا، اس کے خیموں کی چھڑیں اکھڑ گئیں
سارا سامان تباہ ہو گیا، اکبر بھی زخمی ہوا
لیکن مجدد صاحب کی قیام گاہ بالکل صحیح و
سالم رہی اس کو ذرا سا نقصان بھی نہ ہوا
اس واقعہ کے چند دن بعد اکبر کا انتقال ہو گیا

اس کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا۔

جہانگیر کے دربار میں

شروع شروع جہانگیر بھی اپنے باپ کے قدم بقدم چلا اس کے یہاں بھی سجدہ لازمی تھا اس کی بیوی نورجہاں شیعہ تھی حکومت کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ تھی، جہانگیر اس کا فرمانبردار تھا جو وہ کہتی وہ ہوتا، قلعہ پر شیعوں کی حکومت تھی۔ مجدد صاحب جیسے حق پرست اور بہادر انسان نے اپنے قدموں کو نکالا، اور باطل کے مٹانے کے لیے کمر بستہ ہوئے، دوسرے لوگ آپ سے جلنے لگے، آپ کے خلاف غلط شہرت پھیلائی، بادشاہ کے کان آپ کی طرف سے بھر دیے اور بادشاہ کو

آپ کا مخالف کر دیا، جہانگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا، آپ تشریف لے گئے اور چند سوالات وجوابات کے بعد بادشاہ کو آپ کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔

دشمنوں کی کامیاب سازش

دشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارا کیا کرایا بیکار ثابت ہوا بادشاہ کو مجدد صاحب کی طرف سے اطمینان ہو گیا ہے تو انہوں نے پھر بادشاہ کو بھڑکانا شروع کیا، آخر ایک بار اُن کی سازش کامیاب ہو گئی، انھوں نے جاکر جہانگیر سے کہا کہ:

"احمد سرہندی حکومت کا باغی ہے بڑا سرکش اور خطرناک انسان ہے دربار میں سجدہ تعظیمی کا رواج شاہ اکبر کے وقت

چلا آرہا ہے لیکن وہ اس کی مخالفت
کرتا ہے اور اس کے خلاف فتویٰ بھی دے
چکا ہے، حضور اس کا امتحان کرلیں۔
جہانگیر اس کو سُن کر تیار ہوگیا اور مجدد صاحب
کو بُلا کر سجدہ کرنے کو کہا۔

سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں

دشمن مارے خوشی کے اچھل پڑے
اور یہ سمجھے کہ مجدد صاحب جیسے کمزور و
بے بس کو جہانگیر جیسے طاقتور بادشاہ کے
سامنے سجدہ کرنا پڑے گا، لیکن وہاں
کچھ اور ماجرا پیش آیا، جس کا سر کبھی سوائے
خدا کے کسی اور کے آگے نہ جھکا ہو وہ
کیسے جہانگیر کو سجدہ کر سکتا ہے۔
جہانگیر نے حکم دیا کہ سجدہ کرو۔ مجدد

صاحب نے فرمایا :-

"سوائے خدا کے کسی اور کو سجدہ جائز

نہیں ، اور یہ جہانگیر کیا یہ کھلی ہوئی حماقت

نہیں ہے کہ میں اپنے ہی جیسے ایک مجبور

و بے بس انسان کے آگے جھکوں "

سزائے موت کا حکم

جہانگیر ان الفاظ کو سُن کر غیظ و غضب

میں بھر گیا، اس کو یقین نہ آتا تھا کہ ایک

بے بس و بے کس انسان کو اس کی جرأت

کیونکر ہوئی کہ وہ اتنے بڑے بادشاہ کے

سامنے اتنی بے باکی سے گفتگو کرنے لگا

لیکن حق کے آگے تمام چیزیں جھک جاتی ہیں

جہانگیر کے بدن میں آگ لگ گئی فوراً

حکم دیا کہ ان کو سزائے موت دے دی جائے

آپ کے دشمن دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ آج ہماری تمنائیں پوری ہوں گی۔ اور یہ شخص جو ہمارے راستہ کا روڑا ہے آج دور کر دیا جائے گا، لیکن خدا تعالیٰ کو کچھ اور کرنا مقصود تھا۔

جیل میں

جہانگیر نے موت کا حکم تو دے دیا، لیکن تھوڑی دیر بعد اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا، اس نے کچھ سوچ کر موت کے حکم کے بجائے جیل بھیجنے کا حکم دے دیا۔

مجدد صاحب کو اجین (ریاست گوالیار) کے قیدخانہ میں بھیج دیا گیا، آپ خوشی خوشی تشریف لے گئے، جیل کی تمام تکلیفیں برداشت کیں، اس تنگ و تاریک قیدخانہ میں بھی

آپ خاموش نہ بیٹھے وہاں بھی اپنا کام کرنے
لگے۔ لیکن اس عرصہ میں کبھی بھی آپ نے
بادشاہ کو بد دعا نہ دی، آپ کے مریدین
نے ایک بار بادشاہ کو بد دعا کے لیے کہا لیکن
آپ دعا ہی فرماتے رہے، مریدین کے کہنے
پر جواب یہ دیا کہ بادشاہ کو بد دعا دینا تمام خلق
کو بد دعا دینا ہے، جو بادشاہ کو نقصان [illegible]
پہنچائے ہیں آپ سے بیزار ہوں، بادشاہ
نے میرا کچھ نہیں بگاڑا بلکہ اگر قید و بند کے
پر اُٹھانا نہ ہوتے تو مجھے یہ موقع نہ ملتا کہ
خانہ کے جرائم والے بدمعاش اور کافر
راہ راست پر آسکتے اور نہ میرے مراتب
بارگاہ ایزدی میں بلند ہوتے۔

قیدخانہ کے مجرموں کی اصلاح

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ خیار عباد اللہ اذا رأوذکر اللہ
یعنی اللہ کے نیک بندے وہی ہیں جن کو
دیکھ کر خدا یاد آجاوے۔ مجدد صاحب
جب قیدخانہ تشریف لے گئے اور وہاں کے
چوروں اور ڈاکوؤں نے آپ کی نیکی اور
بزرگی دیکھی، اور آپ کی عبادتوں کو ملاحظہ
کیا تو ان کے دل پر بہت اچھا اثر پڑا تمام
ڈاکوؤں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور
آپ کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوگئے
ہندو اور سکھ وغیرہ جو وہاں تھے وہ سب
مسلمان ہوگئے کوئی کافر نہ بچا، قیدخانہ میں
پانچوں وقت باجماعت نماز ادا ہوئی، رات کو

دیر تک عبادت کرتے، تمام کے تمام متقی اور پرہیزگار بن گئے، قید خانہ کے ملازم سب آپ کے مرید ہوگئے، اور وہ قید خانہ جو مجدد صاحب کے جانے سے پہلے چوروں کا اڈہ تھا مجدد صاحب کے جانے سے متقی اور نیک لوگوں سے بھر گیا۔

قید خانہ سے رہائی

مجدد صاحب کو قید خانہ میں کافی دن گذر گئے، جہانگیر اپنے ارادوں پر جما ہوا حکومت کے کاموں میں مشغول تھا اس کو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ مجدد صاحب کو رہا کیا جاوے، مجدد صاحب کے تمام دشمن اپنی کامیابی پر بغلیں بجا رہے تھے کہ ایک رات جہانگیر نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف فرما ہیں اور کسی جگہ پر کھڑے ہوئے افسوس کے ساتھ دانتوں میں ایک انگلی دبیے ہوئے فرما رہے ہیں۔

جہانگیر! تو نے کتنے بڑے آدمی کو قید کر دیا

جہانگیر بیدار ہوا اور حکم جاری کر دیا کہ مجدد صاحب رہا کر دیے جاویں، آخر کار مجدد صاحب کو رہا کیا گیا۔

جہانگیر کی اصلاح

خدا جب کسی کی اصلاح فرمانا چاہتا ہے تو اُس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے، جہانگیر کی اصلاح بھی مجدد صاحب کے ہاتھوں لکھی تھی جب شیخ سرہندی مجدد الف ثانیؒ قید خانہ سے تشریف لائے تو جہانگیر نے حکم دیا کہ وہ چند دن

اس کے ساتھ فوج میں رہیں، مجدد صاحبؒ نے جہانگیر کے اس کہنے کو مان لیا اور اس کے ساتھ ہو گئے، جہانگیر کو آپ کی صحبت کا کافی موقع ملا آپ کی بزرگی کا اثر اس پر بہت پڑا، وہ جہانگیر جو اس سے پہلے شراب وغیرہ کا عادی تھا مجدد صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوتا ہے، جہانگیر مجدد صاحب کا بے حد معتقد ہو گیا، سرہند میں آپ کی خدمت میں کئی بار حاضر ہوا اور برابر اصلاح کرتا رہا، اپنے فرزند اور ولی عہد شاہجہاں کو بھی آپ کا مرید کرایا۔

عام اصلاح و انقلاب

وہ سلطنت جس کا رُخ اسلام سے کفر و بے دینی کی طرف ہو گیا تھا اور جس کے حکمراں خدا کے باغی ہو چلے تھے مجدد صاحب کی کوششوں سے

سنبھل گئی، اور اس کا رُخ بدل گیا جس کا نتیجہ
اورنگ زیب جیسے پابندِ شرع بادشاہ کی شکل میں ظاہر ہوا۔
مجدد صاحبؒ نے دربارِ جہانگیری کے امرا
وزرا اور ارکان سلطنت کو بڑے پُرزور اور
پُردرد خط لکھے، خط کیا ہیں دل کے ٹکڑے ہیں
جن کو پڑھ کر آج بھی دل بے چین ہو جاتا ہے
آپ نے ان کو اسلام کی بے حسی، مسلمانوں کی
بے کسی دورِ اکبری کے ظلم اور اندھیر اور قابل
اصلاح امور کی طرف توجہ دلا کر ان کو اپنے
فرائض یاد دلائے، اسلامی غیرت و حمیت کو
جوش دلایا، بادشاہ کو دین اور اصلاح کی طرف
متوجہ کرنے اور خود اسلام کی مدد کے لیے کھڑے
ہونے اور اپنی پوری کوشش صرف کرنے
کی طرف توجہ دلائی اس کی فضیلتیں بیان کیں
اور شوق دلایا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے دیکھتے دربار

جہانگیری کا نقشہ بدل گیا، جن ہاتھوں سے اسلام کی بیخ کنی اور بے حرمتی ہو رہی تھی انہیں سے احکام شریعت کی ترویج اور خلاف شرع امور کی روک تھام ہونے لگی دربار کے تمام بڑے بڑے ارکین مجدد صاحب کے بے درم غلام اور فرمانبردار بن گئے اور یوں مجدد صاحب کا دلی منشا ان کے ذریعے پورا ہونے لگا۔ حکومت کی طاقت کے علاوہ انہوں نے اپنے مریدین کے ذریعہ سارے ملک میں شریعت و سنت کو رواج دیا، ہزاروں لاکھوں غافلوں کو با خدا اور اہل اللہ بنا دیا اور ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک دین کا نور پھیلا دیا۔

اس زمانہ کے تمام سلیم الطبع حق پسند اشخاص اور چوٹی کے علماء و مشائخ نے آپ سے تعلق پیدا کیا اور آپ سے استفادہ کیا اور آپ کے طریقہ پر

خلق خدا کی خدمت کی، مشکل سے کوئی آپ کے فیض سے محروم رہا۔

وفات

ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ میں آپؒ کو ضیق النفس کی بیماری لاحق ہوئی اور بخار میں مبتلا ہوئے جو روز بروز بڑھتا گیا۔

جس رات کی صبح کو انتقال ہونے والا تھا حسب معمول تہجد کی نماز کے لیے اُٹھے اور اطمینان سے وضو کیا اور نماز پڑھی اور خدام سے فرمایا کہ تم لوگوں نے میری تیمار داری میں بڑی تکلیف اُٹھائی اب آج یہ تکلیف ختم ہے آخرکار ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ صبح کو ذکر کرتے کرتے وصال فرما گئے، انتقال کے وقت آپ کی عمر عمر نبوی ﷺ کے مطابق ۶۳ سال تھی انا للہ وانا الیہ راجعون

نماز جنازہ آپ کے دوسرے فرزند خواجہ محمد سعیدؒ نے پڑھائی اور اپنے بڑے صاحبزادے خواجہ محمد صادقؒ کی قبر مبارک کے قریب سرہند میں مدفون ہوگئے۔

آپ کے صاحبزادے

آپ کے چار صاحبزادے تھے جن کے ذریعہ آپ کا طریقہ پھیلا یہ سب کے سب بڑے عالم تھے جن سے لاکھوں انسانوں نے فیض حاصل کیا خواجہ باقی باللہؒ نے ان کی تعریف میں ایک دوست کو لکھا تھا کہ شیخ احمد کے صاحبزادے جواہرات ہیں اسرار الٰہی اور شجرہ طیبہ ہیں، عجیب استعدادیں رکھتے ہیں عجیب دل رکھتے ہیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق۔ آپ مجدد صاحب کی زندگی میں وفات پاگئے تھے، آپ کی وفات کا بڑا صدمہ

مجدد صاحب کو ہوا تھا آپ کی وفات سنہ ۱۰۲۵ھ
میں ہوئی۔

(۲) خواجہ محمد سعید۔ آپ بھی بڑے کامل تھے آپ
سنہ ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

(۳) خواجہ محمد معصوم۔ آپ کے ہاتھ پر نو لاکھ آدمیوں
نے بیعت کی صرف آپ کے صاحبزادہ خواجہ سیف الدین
کی خانقاہ دہلی میں تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمی دونوں وقت
کھانا کھاتے تھے۔ مرزا مظہر جان جاناںؒ شاہ غلام علی صاحب
اور خواجہ محمد زبیرؒ جیسے اکابر آپ ہی کے سلسلہ طریقت
میں ہیں۔ عالمگیر نے آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ
سیف الدین سے ہی روحانی تعلیم و تربیت حاصل کی،
سنہ ۱۰۴۹ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۹۶ھ میں وفات پائی۔

(۴) خواجہ محمد یحییٰ۔ آپ مجدد صاحب کی وفات
کے وقت بہت چھوٹے تھے، آپ کی وفات
سنہ ۱۰۹۶ھ میں ہوئی۔

حضرت مجدد صاحب کے مشہور خلیفہ حضرت سید آدم بنوری سے عرب و عجم کو فیض پہونچا۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شاہ علم اللہ رائے بریلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اور حضرت سید احمد شہید آپ ہی کے سلسلہ کے مشائخ ہیں۔

مکتوبات امام ربانی

یہ آپ کے خطوط کے مجموعہ کا نام ہے جو آپ نے اپنے شیخ نیز صاحبزادوں اور مریدین اور ارکان سلطنت کو لکھے ہیں۔ ان مکتوبات میں تازگی اور زندگی ایسی ہے جیسے ابھی کوئی لکھ کر اُٹھا ہو، بلکہ مضامین عجیب تحقیقات اور دقیق علوم کا خزانہ ہیں ان مکتوبات کو پڑھ کر آپ کے علمی روحانی کمالات کا قائل ہو جانا پڑتا ہے۔

۴۴۹۴۴